خودکشی کے تدارک کی خصوصی صورتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں

Special cases of suicide prevention in the light of Quran and Sunah

Saba Ashraf
MPhil Scholar, Islamic Studies, The University of Faisalabad:
2022-mphil-is-002@tuf.edu.pk

Dr. Ammara Rehman
Head/Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Faisalabad:
asst.prof.is@tuf.edu.pk

Abstract:
Suicide, the intentional act of ending one's own life, represents a profound and multifaceted issue impacting individuals and societies globally. Life is such a great blessing of Allah Almighty which is the basis of all other blessings. Therefore, while ordering the protection of body and soul, Islam has made it mandatory for all members of the society to protect life in all circumstances. It is a critical public health concern characterized by its complex interplay of psychological, social, and biological factors. The phenomenon of suicide is often rooted in severe emotional distress, mental illness, or existential crises, and it demands a nuanced understanding to effectively address and prevent it. The study of suicide encompasses a variety of disciplines, including psychology, sociology, psychiatry and epidemiology. Suicide prevention strategies often focus on early intervention, crisis management and promoting mental health awareness this introduction aims to provide a foundational understanding of suicide including its definitions, risk factors, and the impact on individuals and communities. It also highlights the importance of a multifaceted approach to prevention and intervention, incorporating both clinical and community-based strategies to address this complex issue effectively. Understanding the underlying causes and contributing factors of suicide is crucial for developing effective prevention programs and providing support for those at risk. Suicide prevention is a critical issue in contemporary society and understanding its spiritual and ethical dimensions can provide valuable insights. This article explores special cases of suicide prevention through

the lens of Islamic teachings specifically the Quran and Sunnah. Islamic perspectives on suicide are grounded in a framework of preserving life, mental well-being and community support. Special cases, such as those involving severe mental health disorders, grief or societal pressures, are also addressed within Islamic teachings. The Prophet Muhammad (PBUH) advocated for empathy, counseling and support for those experiencing profound difficulties. Islamic scholars emphasize a holistic approach to mental health, integrating spiritual, psychological and social dimensions. Suicide prevention strategies which highlighting the need for a compassionate faith-based approach to mental health challenges. By combining spiritual guidance with practical support Islamic teachings offer a comprehensive framework for addressing and preventing suicide in various contexts.

Keywords: *Suicide, Society, Emotional Distress, Mental Health, Quran and Sunnah.*

کسی شخص کا اپنے آپ کو قصداً اور غیر قدرتی طریقے سے ہلاک کرنے کا عمل خودکشی کہلاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ زیادہ تر لوگ دماغی خرابی کی وجہ سے خودکُشی کرتے ہوں کیونکہ حالیہ دور میں ہر دوسرا انسان مختلف قسم کی گھریلو اور کاروباری پریشانیوں کی وجہ سے ڈپریشن کا شکار ہو رہا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کسی لاعلاج بیماری کی وجہ سے خود کُشی کرتے ہیں۔ کیونکہ علاج کرواتے کرواتے جب وہ اپنا سارا پیسہ خرچ کر دیتے پھر بھی صحت یاب نہیں ہوتے تو ممکن ہے کہ مایوسی سے خودکشی کر لیتے ہیں۔ خودکشی دو الفاظ کا مجموعہ ہے "خود" اور "کُشی" خود کا مطلب اپنے آپ کو اور کُشی کا مطلب مارنا۔ اس طرح خودکُشی کا مفہوم ہوا خود کو مارنا۔ عربی میں خودکُشی کے لیے "الانتحار"، "انتحر کا لفظ اور انگلش میں (Suicide) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

خودکشی کی تعریف:

"الانتحار فی اللغة :مصدر انتحرالرجل بمعنی نحر نفسه ، ای قتلها ۔ و لم یستعمله الفُقها ء بهذا المعنی لکنهم عبرو عنه بقتل الانسان نفسه"[1]

[1] ابنِ منظور، لسان العرب، داراحیاء البیروت، س۔ن، ج۶، ص۴۳۶۵، مادہ ن۔ح۔ر

"لغوی اصطلاح میں خودکُشی نحر سے مصدر ہے یعنی ایسا آدمی جس نے خود کو (نحر کیا) یعنی قتل کیا ہو، فقہاء نے اس کو خودکُشی کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔"

تاج العروس میں خودکشی کی تعریف

" نَحْرُ الصَّدْرِ النحر هو الصدر بنفسه و يُقال : (انْتَحَرَ) الرجل ، إذا نحر ، أى (قتل نَفْسَه)"[2]

"نحر سے مراد سینہ کاٹنا ہے۔ اور کہا جاتا ہے: (ایک آدمی نے خودکشی کی) اگر اس نے خودکشی کی یعنی (اس نے خود کو مار ڈالا)۔"

خودکُشی کا اصطلاحی مفہوم:

شرعی اصطلاح میں خودکُشی سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو کر اپنے آپ کو قتل کرنا ہے جس کی ممانعت قرآن مجید میں موجود ہے اور حدیث نبوی ﷺ سے بھی خودکشی کا حرام ہونا ثابت ہے۔ علامہ شہاب الدین آلوسیؒ، روح المعانی میں خودکُشی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

" المراد به عن قتل الانسان نفسه فی حا ل غضب او ضجر"[3]

" اس سے مراد انسان کا غصہ یا غضب کی حالت میں اپنے آپ کو قتل کرنا ہے۔"

خودکشی کا قدم کوئی بھی انسان کسی ایک واقعہ کے نتیجہ میں نہیں اٹھاتا بلکہ بہت سارے واقعات کے بعد کوئی ایک واقعہ جہاں انسان کی برداشت ختم ہو جاتی ہے اور وہ زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے اور اپنے ہاتھوں غصے کی حالت میں خود کو موت کے منہ میں دھکیل دیتا ہے۔ غضب وغصہ سے نجات پانے کے لیے قرآن مجید کی تلاوت اور کرنی چاہیے اور باوضو رہنا چاہیے۔ اس عمل سے انسان مشکلات ومصائب میں اس طرح کے عوامل سے بچ جاتا ہے۔

Emile Durkheim says:

---

[2] محمد مصطفی الحسینی، تاج العروس من جواھر القاموس، سلسلہ لقدرھا ودارۃ الاعلام فی الکویت، ۱۴۹۴ھ، ج ۱۴، مادہ ن، ح، ر

[3] شہاب الدین آلوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، احیاء التراث العربی، البیروت، ۱۹۹۴ھ، ص ۱۷

"The term suicide is applied to all cases of death resulting directly or indirectly from a positive or negative act of the victim himself, which he knows will produce this result."[4]

"خودکُشی کی اصطلاح کا اطلاق موت کی ان تمام صورتوں پر ہوتا ہے جہ کسی شخص کے اپنے مثبت یا منفی بالواسطہ یا بلاواسطہ عمل کا نتیجہ ہوتی ہے اور اس عمل کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ یہ ہی نتیجہ فراہم کرے گا۔"

ان مفاہیم سے واضح ہوا کہ کسی بھی طریقے سے کسی بھی وجہ سے خود کو ہلاک کرنا خودکُشی کہلاتا ہے۔ اور دینِ اسلام میں یہ ناپسندیدہ عمل حرام ہونے کے ساتھ ناقابلِ معافی ہے اور اس کے مرتکب کے لیے عذابِ جہنم کی وعید ہے۔

جب کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ مایوسی اس پر حملہ آور ہوتی ہے اور وہ ناامید ہو جاتا ہے تو اس کا عام حل یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ختم کر کے مصیبتوں سے نکل جائے خودکشی کرنے والا اس لیے مایوس ہوتا ہے کہ اس کی تمام کوششیں اور وسائل اس کی مدد نہیں کر سکتے۔ ایک مسلمان کے لیے اس صورت حال میں امید کا ایک بہت بڑا مرکز خدا کی ذات ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے اور اسلام ایک واحد مذہب ہے جو خودکشی سے بچنے کے لیے ہر مصیبت کا حل پیش کرتا ہے۔ چونکہ خدا کی شفقت بے پایاں۔ وسائل لامحدود مصیبت میں کام آنا اس کی صفت۔ شاہ رگ سے قریب ہونا اس کی شان ہر پکارنے والے کی سنتا ہے۔ وہ وعدہ کرتا ہے کہ جو مصیبت میں اس پر خلوص دل اور پورے یقین سے بھروسہ کرے گا وہ یقینا اس کی امداد کرتا ہے۔ ان حالات میں اسلام پر یقین رکھنے والا کوئی شخص خودکشی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں عبادت کر رہے تھے کہ خدا کا فرشتہ ان کی طرف پہلی وحی لے کر آگیا۔ اس نے ان کو پڑھنے کو کہا اور انہوں نے کہا کہ میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ اس نے خدا کے حکم سے ان کو پڑھنا سکھا دیا. ان کو خدا کا نبی ہونے کی بشارت دی گئی اور لوگوں کو بھلائی کی طرف بلانے پر مامور کیا گیا۔ اس پہلی وحی کے بعد

---

[4]Emil Durkheim, LE Suicide a study in sociology, Routledge and Kegan paul Ltd, 1999, P.25

فرشتہ پھر کافی عرصہ نہ آیا۔ انہوں نے لوگوں کو وحی الہی کی آمد اور بھلائی کی باتیں بنانی شروع کی تھیں کہ سلسلہ منقطع ہو گیا کچھ عرصہ ب وہی نہ آئی تو حضور بھی اس سلسلہ میں پریشان ہوئے اور لوگوں نے مذاق شروع کر دیئے جس سے ان کو ندامت اور شرمندگی اتنی ہو گئی کہ ان کے جی میں کئی مرتبہ خیال آیا کہ پہاڑ سے کود پڑیں۔ مایوسی اور ندامت کی وجہ سے جب ان کے دل میں برے خیال آنے لگے تو فرشتہ پھر آیا کہ خدا تعالیٰ کا یہ کلام نازل ہوا۔

﴿الضُّحٰی وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی ما وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰی وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی﴾[5]

"قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے۔ نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا۔ اور یقیناہر آنے والی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے (بدرجہ) بہتر ہے۔ اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے"

قرآن مجید کی ان آیات سے ان کو اطمینان اور سکون ہوا اور دل میں جو وسوسے تھے جاتے رہے۔ ایک شاندار مستقبل کا وعدہ بھی موجود تھا اور سب نے دیکھا کہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اسلام پھیلتا چلا گیا جب تبلیغ کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر تنگ کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان نازل ہوا۔

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ إِن لَّمْ یُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِیثِ أَسَفًا اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾[6]

"تو کیا آپ (فرط غم سے) تلف کر دیں گے اپنی جان کو ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائے اس قرآن کریم پر۔ افسوس کرتے ہوئے بیشک ہم نے بنایا ان چیزوں کو جو زمین میں ہیں اس کے لئے باعث زینت و آرائش تا کہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے"

---

[5] الضحیٰ، ۹۳: ۵،۴،۳،۲،۱

[6] الکھف ۱۸: ۷،۶

اللہ تعالی نے اپنے پیارے نبی کو ان آیات سے اطمینان دلایا اور مسلمان فتح حاصل کرتے گئے اور مایوسی سخت گناہ ہے اور تلاوت قرآن اطمینان سے مزین ہے۔ اس لیے اللہ کی عطا پر جو لوگ شکر ادا کرتے ہیں وہ پر سکون رہتے ہیں۔

عطا کردہ نعمتوں کا زبان و قلب سے ذکر اور شکر سے خودکشی کا تدارک

اللہ تعالی نے بندے کو جو نعمتیں عطا کی ہیں بندے کو چاہیے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور جو کچھ اس کے پاس نہیں ہے اس پر صبر کرے اور اللہ تعالی سے اطاعت کی دعا کرے۔ اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتوں کے شکر کو اپنے اوپر لازم کر لینے سے خودکشی جیسے حرام فعل سے بچا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ﴾[7]

"سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور شکر ادا کیا کرو میرا اور میری ناشکری نہ کیا کرو"

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کر کے میرا شکر ادا کرو اور معصیت کر کے میری ناشکری نہ کرو اور اس کا یہ معنی بھی ہے کہ میری نعمتوں کا اعتراف کر میری حمد و ثناء کرو شکر کا معنی یہ ہے کہ انسان نعمت دینے والے کا احسان مند ہو اس کے احسان کی قدر کرے اس کی دی ہوئی نعمت کو اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرے اور وہ اپنے منعم اور اپنے محسن کا وفادار رہے۔ اور کفران نعمت یہ ہے کہ یا تو انسان سرے سے اپنے محسن کا احسان ہی نہ مانے اور اس نعمت کو اپنی ذاتی قابلیت یا کسی اور کی عنایت یا سفارش کا نتیجہ سمجھے یا اس کی دی ہوئی نعمت کی ناقدری کرے اور اس کو ضائع کر دے یا منعم کی تعظیم نہ کرے یا اس کی نعمت کو اس کی مرضی کے خلاف استعمال کرے یا اس کے احسانات کے باوجود اس سے بے وفائی اور غداری کرے۔ اس قسم کے کفر کو بالعموم احسان فراموشی، نمک حرامی، غداری اور ناشکرے پن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[8]

---

[7] البقرہ ۲: ۱۵۲

[8] علامہ غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن، دار العلوم نعیمیہ، رومی پبلیکیشنز، ۱۴۲۰ھ، ج ۶، ص ۵۹۳

زندگی اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ہے اس لیے انسان کو چاہیے کہ اللہ کا شکر ادا کرے نہ کہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر کے ناشکری کرے کیونکہ ایسا کرنا کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جب اللہ تعالی کا ذکر اور شکر زبان پر ہو گا تو انسان شیطانی وسوسے سے دور رہے گا۔

مشکلات ومصائب پر صبر سے خودکشی کا تدارک

مصائب اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کی سب سے بڑی طاقت صبر ہے۔ اس میں ہر قسم کے رنج وغم کا مقابلہ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، مصائب ومشکلات کے طوفان میں اس کا پیکر پہاڑ کی طرح مضبوط نظر آتا ہے، یہ مضبوط انسان کی نشانی ہے جب کہ نوحہ خوانی کمزوری کی علامت ہے۔ بزدلی کی دلیل ہے۔ یہ اسلام کی تعلیم ہے کہ ہر قسم کے غم، بیماری اور موت، دوستوں کے کھو جانے کے غم، خاندان کے دیوالیہ ہونے، فصلوں کی تباہی وغیرہ میں صبر سے کام لینا چاہیے۔ زندگی میں مشکلات ومصائب کا آنا قدرتی عمل ہے۔ زندگی میں آنے والے مصائب ومشکلات کے آنے پر صبر کرنا اور اللہ تعالی سے مدد مانگنا اچھے انسان اور مومن کی نشانی ہے۔ مشکلات ومصائب پر صبر سے خودکشی کا تدارک کیا جاسکتا ہے۔ صبر سے متصف لوگوں کی قرآن وحدیث میں تعریف کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ-اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا-وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾[9]

"جو لوگ مصیبتوں اور سختیوں اور جہاد کے وقت ثابت قدم رہتے ہیں وہی لوگ صالح ہیں اور یہی لوگ حقیقی متقی ہیں۔"

اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کو آزماتا ہے بھوک پیاس سے اور مصائب سے تو جن لوگوں نے صبر کیا اور اللہ ہی کو یاد کرتے رہے اور اللہ ہی سے مدد مانگی تو ان کے لیے دنیا و آخرت میں بھلائی ہے اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے اور مصائب پر صبر ہی خودکشی کے تدارک کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالی کی طرف سے آزمائش پر صبر کا اجر اللہ تعالی کی طرف سے اولاد کی آزمائش پر اجر اس حدیث سے ثابت ہے۔

---

[9] البقرہ ۲: ۱۷۷

((عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ : إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ، قَالَ اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ : قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي، فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ، فَيَقُوْلُ : قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ، فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْل مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُوْلُوْنَ : حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُوْلُ اللهُ : ابْنُوْا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ))[10]

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی کا بچہ مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی؟ وہ کہتے ہیں: ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل پکڑ لیا؟ وہ کہتے ہیں: ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے اس بارے میں کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں: اس نے آپ کی تعریف کی۔ اور إِنَّا لِلّٰهِ وإِنَّا إِلَيْهِ راجِعُوْن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنادو اور اس کا نام بَيْتُ الْحَمْد (تعریف والا گھر) رکھو"

اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالی کی طرف سے آزمائش پر جب بندہ صبر شکر کرتا ہے تو اپنے بندے کو آخرت میں اجر وثواب سے نوازتا ہے یہاں تک کہ بیٹے کی وفات پر صبر کرنے پر جنت میں فرشتوں کو گھر بنانے کا حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالی کی طرف سے بیماری ایک نعمت

جب کوئی انسان بیمار ہوتا ہے تو اس کے عوض اللہ کی طرف سے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

((قال رسول الله ﷺ: «ما من مصيبة تصيب المسلم إلا كفر الله بها عنه، حتى الشوكة يشاكها))[11]

---

[10] محمد بن عیسی، جامع ترمذی، کتاب الجنائز عن رسول الله ﷺ ،باب فَضْلِ الْمُصِيبَةِ إِذَا احْتَسَبَ ،رقم الحديث: ١٠٢١

[11] محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المرضی، بَابُ مَاجَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ، رقم الحدیث ۵۶۴۰

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کا کفارہ دے دیتا ہے خواہ اس کے جسم کے کسی حصے میں کانٹا بھی چبھ جائے۔ "

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ انسان کو جب بھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے بدلے اللہ اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اللہ اتنا رحیم و کریم ہے تو بندے کو چاہیے کہ وہ تکلیف اور بیماری میں اللہ کا شکر ادا کرے کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے نہ کہ مصیبت۔

غربت و تنگدستی اور قرآن مجید

معاشرے میں غربت و افلاس سے دو چار لوگوں کو اس طرح حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جیسے وہ ہمارے معاشرے کا حصہ ہی نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگ اس امتیازی سلوک سے دل برداشتہ ہو کر انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے ہمیشہ کے لیے غربت سے نجات پانے کی خاطر اپنے آپ کو ہی ختم کر لیتے ہیں حالاں کہ اگر وہ فقر وفاقہ اور غربت و محتاجی کے فضائل اور اخروی دنیا میں اس کی اہمیت سے واقف ہوتے تو شاید یہ قدم نہ اٹھاتے ذیل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں دنیا کی بے ثباتی اور آخرت میں غریبوں اور مسکینوں کے مقام و مرتبہ کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ غربت و افلاس کی وجہ سے خودکشی سے بچا جا سکے۔ جو لوگ دنیا کے مال و متاع جمع کرنے میں اس قدر منہمک ہو جاتے ہیں کہ نہ انہیں خدا یاد رہتا ہے نہ اس کے رسول اور نہ موت اور نہ قبر یاد رہتی ہے ایسے دنیا والوں کو دنیا سے بے رغبتی اور مال و دولت کی تگ و دو میں رہنے والوں کو دنیا سے بیزاری کا پیغام قرآن پاک میں یوں دیا جاتا ہے۔

﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ كَلَّاسَوْفَ تَعْلَمُونَ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ﴾[12]

"ہاں ہاں تم جلد جان لو گے۔ پھر ہاں ہاں تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا۔ ہاں ہاں اگر تم (اس انجام کو یقینی طور سے جانتے (تو ایسا کام ہر گز نہ کرتے)"

---

[12] التکاثر ۱۰۲:۵،۴،۳

جو لوگ دولت کی زیادہ طلب میں لگے رہتے ہیں اور قبر اور آخرت کو بھولے بیٹھے ہیں ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہے۔ کیونکہ قناعت میں زندگی گزارنا ثواب ہے اور اسی میں سکون ہے زیادہ خواہشات انسان کو آخرت بھلا دیتی ہیں۔ جو لوگ خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اللہ تعالی ان کو اپنی یاد سے غافل کر دیتا ہے۔

فقرا و مساکین کی فضیلت میں حدیث

جس طرح قرآن حکیم میں فقرا کی فضیلت بیان کی گئی ہے اسی طرح احادیث مبارکہ سے بھی فقرا کی فضیلت ثابت ہے جو لوگ فقیری اور فریبی کو برا سمجھ کر اپنے آپ کو ختم کرنے کے درپے ہوتے ہیں ان کے لیے اس میں سبق ہے۔

((عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ))[13]

"حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت کا مشاہدہ کیا تو میں نے اس میں اکثریت فقراء کی دیکھی"

اس حدیث مبارکہ میں فقرا کا اتنا اجر کہ جس کسی نے قناعت میں زندگی بسر کی اس نے اللہ کی رضا حاصل کر کے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔ جو لوگ غربت کو برا سمجھتے ہیں ان کے لیے اس حدیث میں سبق ہے۔

اللہ تعالی پر کامل ایمان سے ڈپریشن کا علاج

جب ایک انسان کو اللہ تعالی پر کامل ایمان ہوتا ہے اور وہ زبان و دل سے اللہ کی حقانیت کو اور عطا کو تسلیم کرتا ہے اور اپنے ہر غم اور خوشی میں اللہ کا شکر ادا کرتا اور اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا تو وہ تمام نفسیاتی بیماریوں سے صحت یاب ہوتا ہے اللہ پر ایمان کمزور ہونے کے باعث انسان کو دماغی بیماریاں ہوتی ہیں وہ اللہ کو یاد نہیں کرتا تو ذہنی سکون کھو بیٹھتا ہے جبکہ قرآن مجید میں ہر مسئلے ہر بیماری کا حل موجود ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

---

[13] محمد بن اسمائیل، الصحیح ،كِتَاب الرِّقَاقِ,بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ,رقم الحدیث:٦٥٤٦

﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾[14]

"اور اسے (وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو (خوش نصیب اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اس کیلئے وہ کافی ہے بیشک اللہ تعالی اپنا کام پورا کرنے والا ہے مقرر کر رکھا ہے اللہ تعالی نے ہر چیز کیلیے اندازہ"

اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہے کہ ایک مسلمان جب کسی کام کو اللہ کے نام سے شروع کرتا ہے تو اسے یقین ہوتا ہے کہ اس میں اس پاک نام کی برکت ضرور شامل ہوگی۔ مایوسی اس کے مذہب میں حرام ہے وہ جب اور جہاں چاہے اپنے خدا کو مدد کے لیے پکار سکتا ہے۔

گھریلو نااتفاقی کا خاتمہ ازروئے قرآن

گھریلو نااتفاقی کی بڑی وجہ حقوق وفرائض کی ادائیگی نہ ہونا ہے۔ ان حقوق میں والدین کے حقوق وفرائض، بچوں کے حقوق وفرائض، شوہر اور بیوی کے حقوق وفرائض پورے نہ ہوں تو گھر کا ماحول ناساز ہو جاتا ہے اور لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں جس سے گھریلو سکون خراب ہوتا ہے اور گھر کے افراد خودکشی کی طرف راغب ہوتے ہیں اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اسی لیے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ ماں باپ کے حقوق سے متعلق اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾[15]

"اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو جو اس کے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر بڑھاپے کو پہنچ جائے تیری زندگی میں ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں تو انہیں اف تک مت کہو اور انہیں مت جھڑکو، اور جب ان سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے بات کرو اور جھکا دو ان کے لیے تواضع وانکسار کے پر رحمت و (محبت)

---

[14] الطلاق ۶۵:۳

[15] بنی اسرائیل ۱۷:۲۸

سے اور عرض کر واے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے (بڑی محبت و پیار سے مجھے پالا تھا جب میں بچھ تھا"

اس آیت مبارکہ کے مفہوم سے واضح ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے بڑھاپے میں ان کی خدمت کی جائے اور ان کی زندگی میں بھی ان کی مغفرت کی دعا کی جائے اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کی جائے اور سوائے شرک کے کسی اور معاملے میں والدین کی نافرمانی نہ کی جائے۔ جس سے گھر کا ماحول پر سکون رہے گا اور ماں باپ کے دل سے دعائیں نکلیں گی۔ اور کامیابی مقدر بنے گی۔

بچوں کے حقوق

بھوک اور افلاس کے خوف سے اولاد کے قتل کی ممانعت میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ﴾[16]

"اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی (کے خوف) سے ہم رزق دیتے ہیں تمہیں بھی اور انہیں بھی۔"

اس آیت مبارکہ میں اپنی اولادوں کو مفلسی کے خوف سے قتل کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ اللہ ہر زی روح کو رزق دیتا ہے۔ اس آیت مبارکہ پر عمل کر کے خودکشی سے بچا جا سکتا ہے۔

شوہر اور بیوی کے حقوق

شوہر اور بیوی کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق ہین جن کی ادائگی نہ ہونے پر گھر کا ماحول پر سکون نہین رہتا اور لڑائی کے بعد ذہنی دباؤ سے خودکشی تک بات جا پہنچتی ہے اس کا حل حقوق کی ادائیگی میں ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيم﴾[17]

---

[16] الانعام۶:۱۵۱

[17] البقرہ۲:۲۲۸

"اور ان کے بھی حقوق ہیں مردوں پر جیسے مردوں کے حقوق ہیں ان پر دستور کے مطابق البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ تعالی عزت والا حکمت والا ہے"

اس آیت مبارکہ میں حکم ہے کہ شوہر اور بیوی اللہ کے احکام کے مطابق حقوق کی ادائیگی کرتے رہیں تو ان کے درمیان لڑائی جھگڑا نہ ہو اور شوہر بیوی کا نان ونفقہ پورا کرتا رہے کسی قسم کا فساد نہ ہو اور بات طلاق تک نہ جائے کیونکہ اللہ تعالی کے نزدیک حلال کاموں میں سب سے ناپسندیدہ طلاق کا عمل ہے جس کی وجہ سے بہت سارے لوگ خودکشی کر بیٹھتے ہیں حقوق کی ادائیگی سے اس فعل سے بچا جاسکتا ہے۔

احساس کمتری کا علاج قرآن کی رو سے

کچھ لوگ خود کو دوسروں سے بہت کمتر سمجھتے ہیں اللہ تعالی نے شکل وصورت میں سب کو بہترین بنایا ہے اور مقام ومرتبہ میں بھی سب کو بہتر رکھا ہے اس لیے خود کو کسی سے کمتر نہیں سمجھنا چاہیے اور کچھ لوگ اسی احساس کمتری میں خود کو کوستے رہتے ہیں اور خودکشی کر بیٹھتے ہیں اس کا حل قران مجید میں کچھ اس طرح بیان ہے۔

﴿لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾[18]

"تم غمزدہ نہ ہو اس چیز پر جو تمہیں نہ ملے اور نہ اترانے کو اس چیز پر جو تمہیں مل جائے اور اللہ تعالی دوست نہیں رکھتا کسی مغرور، شیخی باز کو"

اس آیت مبارکی کے مفہوم سے واضح ہو گیا کہ اللہ نے جو بندے کو دیا اس پر غرور میں آکر دوسروں کا مذاق نہ اڑائے کہ لوگ خود کو کمتر سمجھیں اور جن لوگوں کو کچھ نہ ملا اس پر وہ پچھتائیں نہ اور خود کو نہ کوسیں کونکہ اللہ کے نزدیک بہترین لوگ وہ ہیں جو تقوی والے ہیں رنگ ونسل اور مال ودولت میں اونچ نیچ اللہ کے نزدیک کسی کو بڑا چھٹا نہیں کرتی اس لیے لوگوں کو جو نہ ملا اس پر پریشان ہو کر زندگی کا خاتمہ نہ کریں یہ سب اللہ کی دین ہے۔

احساس گناہ کا علاج قرآن کی روشنی میں

---

[18] الحدید۵۷:۲۳

کچھ لوگ احساس گناہ میں خود کو الزام دیتے اور توبہ کی بجائے زندگی کا خاتمہ کر لیتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی ذہن اور کردار کی بناوٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ واضح کر دیا کہ غلطی کرنا انسان کا خاصہ ہے۔ البتہ اسے احساس ہونا چاہیے کہ اس نے کوئی غلط کام کیا ہے اور وہ اس مرحلہ پر اگر ندامت کا اظہار کرے تو بات ختم ہو جاتی ہے۔ اس شخص کو اللہ سے توبہ کرنی چاہیے اور توبہ سے اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا معاف کرنے والا ہے۔

﴿فمن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾[19]

"پھر جس نے توبہ کرلی اپنے اس ظلم کے بعد اور اپنے آپ کو سنوار لیا تو بیشک اللہ تعالی توجہ فرمائے گا اس پر بیشک اللہ تعالی بہت بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے"

جو لوگ اپنی غلطی گناہ پر اپنی زندگی ختم کر لیتے ان کا اس آیت مبارکہ میں موجود ہے کہ اللہ سے توبہ کریں اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت

ایک کافر دنیا کی آسائشوں کے حصول کے لیے ہر ناجائز کام کرتا ہے اور اللہ کو اور قیامت کو بھول جاتا ہے۔ وہ دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور دنیا کی خاطر اپنی آخرت کو بھی برباد کر لیتا ہے۔ جبکہ ایک مومن اپنا ایک ایک قدم میں اللہ کی خوشنودی میں رکھتا ہے اور ہر عمل اپنی آخرت کی بھلائی کے لیے کرتا ہے جبکہ کافر کا کام اس کی زندگی کی بہتری کے لیے ہوتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

((قال رسول الله ﷺ: " الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر))[20]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔"

---

[19] المائدہ۵:۳۹

[20] مسلم بن الحجاج، الصحيح، كِتَاب الزُّهْدِ وَالرَّقَائِق،باب مَا جَاءَ أَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ،رقم الحديث٧٤١٧

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ مومن دنیا کو عارضی رہنے کی جگہ سمجھ کر دنیا کے حصول کے لیے اپنے آپ کو گناہوں میں مبتلا نہیں کرتا اور کافر دنیا کو ہمیشہ رہنے والی جگہ سمجھ کر دنیا کے حصول کے لیے خود کو گناہوں میں مبتلا کر لیتا ہے۔ جو لوگ خواہشات کے پیچھے اپنی آخرت خراب کرتے ہیں اور مصائب سے گھبرا کر خودکشی کر لیتے ہیں ان کے لیے حدیث مبارکہ میں اس کا حل بتایا گیا ہے۔

رنج و غم اور مصائب سے چھٹکارا کی دعا

رنج و غم اور مصائب سے چھٹکارا پانے کی دعا ہے اور جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ حدیث مبارکہ میں بیان کر دی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((عن أبي موسى ﷺ، قال: كنا مع النبي ﷺ في سفر فكنا إذا علونا كبرنا، فقال النبي ﷺ:" ايها الناس، اربعوا على انفسكم، فإنكم لا تدعون اصم ولا غائبا، ولكن تدعون سميعا بصيرا"، ثم اتى علي وانا اقول في نفسي لا حول ولا قوة إلا بالله، فقال: يا عبد الله بن قيس، قل: " لا حول ولا قوة إلا بالله فإنها كنز من كنوز الجنة، أو قال: " الا ادلك على كلمة هي كنز من كنوز الجنة، لا حول ولا قوة إلا بالله))[21]

"ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، جب ہم کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو، تم کسی بہرے اور غائب رب کو نہیں پکار رہے ہو، تم اس کو پکار رہے ہو جو زیادہ سننے والا، زیادہ دیکھنے والا ہے۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میں لبوں تلے کہہ رہا تھا کہ "خدا کے سوا کوئی طاقت نہیں" میں تمہیں وہ کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ہو، لا حول ولا قوة ١لا بالله۔"

---

[21] بخاری ، محمد بن اسماعیل، الصحیح، كِتَاب الدَّعَوَات ،بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلا عَقَبَة، رقم الحدیث٦٣٨٤:

جو لوگ مصائب و پریشانیوں سے گھبرا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیتے ہیں ان کے لیے اس حدیث مبارکہ میں دعائیہ کلمات بتائے گئے ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کہا ہے۔ اللہ تعالی کبھی بھی کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ جیسا کہ سورہ بقرہ کی آخری آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالی پر ایمان

اللہ کی ربوبیت، اس کی خالقیت، مالکیت، پائیداری اور حمیدہ کی تمام صفات پر ایمان فانی دنیا میں ہر قسم کے مصائب اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت اور طاقت فراہم کرتا ہے۔ جس کو زمین و آسمان، سورج، چاند، ستاروں، پہاڑوں، جنگلات، دریاؤں، درختوں، جانوروں اور پودوں کے خالق، مالک اور عطا کرنے والے کا خیال ہے، وہ کبھی بھی مشکلات اور مصائب سے خوفزدہ یا مایوس نہیں ہو گا۔ دنیا کے چند گھنٹے. مایوسی کا شکار ہو کر اپنی جان عزیز کا دشمن نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِيْهِنَّ-وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ﴾[22]

"تمام آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔"

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ہی ہر چیز پر قادر ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور اللہ تعالی پر پختہ ایمان سے انسان خودکشی سے بچ سکتا ہے۔ تمام روئے زمین کی روزی کا ذمہ اللہ تعالی نے خود لیا ہے تمام چرند پرند کو روزی دینے والا اللہ ہے۔

تقدیر پر ایمان

تقدیر پر یقین (یعنی زندگی میں پیش آنے والے تمام واقعات و حادثات، اس کے اعمال و افعال، حرکات و سکنات، حرکات و سکنات ایک کتاب میں پہلے سے لکھے جاتے ہیں) ایمان پہاڑوں کی طرح ہر قسم کے حالات

[22] المائدہ ۵:۱۲۰

کا مقابلہ کرنے کا ہنر سکھاتا ہے۔ جس سے مصائب اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ اس پر ایمان رکھنے والا شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کی قوتیں، اس کی کمزوریاں، اس کے ساتھ پیش آنے والے واقعات وحادثات اس کی تقدیر کا حصہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے، جو قرآن کریم میں پہلے سے لکھ دیا گیا ہے۔ ایک جس پر نوحہ خوانی ہوئی ہے۔ اس کے سامنے حکم الٰہی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا-هُوَ مَوْلٰىنَا-وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾[23]

"کہہ دو کہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سوائے اس کے جو لکھ دیا گیا ہے۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو اور اہل ایمان کو اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔"

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی بھی مصیبت یا تکلیف اللہ کے حکم کے بغیر نہیں اتی۔ اس لیے مومنوں کو اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے دعا مانگنی چاہیے کہ وہی اس مصیبت سے نکالنے والا بھی ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

﴿قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ أَوِ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ﴾[24]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر چیز (خدا کے) پیمانے پر ہوتی ہے، یہاں تک کہ (کچھ) نہ کر پانا اور اس پر قادر نہ ہونا، یا فرمایا: وہ (کچھ) کر سکتا ہے۔) اور ایسا کرنے کے قابل نہیں ہوں گے۔" کر سکتے ہیں بھی اسی رقم کی طرف سے ہے۔ "

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہو چکا ہے کہ سب کچھ انسان کی زندگی کا ہر کام اللہ کی مرضی کے عوض ہی ہوتا ہے۔

آخرت پر ایمان

---

[23] التوبہ ۹:۵۱

[24] مسلم ، مسلم بن الحجاج، الصحيح، كتاب القدر، باب كل شيء بقدر:، رقم الحديث ٦٧٥١

آخرت پر سچا اور پختہ یقین (یعنی مرنے کے بعد ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے اور اس دنیا میں کیے جانے والے اعمال واعمال کی فکر کریں گے) انسان کو اپنے نفس کے لیے جوابدہی کا احساس دلاتا ہے اور اپنے اعمال کا اندازہ لگاتا ہے۔ یہ بیداری پیدا کرتا ہے اور کسی بھی عمل کے اختتام پر غور کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے انجام کے بارے میں آگاہ کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ جو شخص آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ آخرت میں اس کے تمام اچھے اور برے اعمال کا حساب ہو گا اور وہ ان کا جوابدہ ہو گا۔ اس لیے کوئی غلط قدم اٹھانے سے پہلے اچھی طرح سوچ لینا چاہیے کہ آخرت میں اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہو گا۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ثُم اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ﴾[25]

"بے شک وہ (آخر کار) ہماری طرف لوٹ کر آئیں گے۔ پھر یقیناً ان کا محاسبہ کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔"

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ آخرت کی زندگی برحق ہے۔ اور ہر ایک کو موت کے بعد اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اس لیے خودکشی کر کے انسان اس دنیا کے غموں سے تو نجات پالیتا ہے لیکن اس فعل کے ارتکاب سے آخرت کے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔ ارشاد نبوی ہے:

((ابن عمر رضي الله عنهما، آخذ بيده إذ عرض رجل،فقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول:" إن الله يدني المؤمن، فيضع عليه كنفه ويستره، فيقول: اتعرف ذنب كذا، اتعرف ذنب كذا، فيقول: نعم، اي رب حتى إذا قرره بذنوبه، وراى في نفسه انه هلك، قال: سترتها عليك في الدنيا، وانا اغفرها لك اليوم، فيعطى كتاب حسناته، واما الكافر والمنافقون، فيقول: الاشهاد هؤلاء الذين كذبوا على ربهم، الا لعنة الله على الظالمين))[26]

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اپنی طرف بلائے گا اور اسے اپنے پردے سے ڈھانپے گا اور چھپائے گا۔ اللہ تعالیٰ

---

[25] الغاشیہ ۸۸:۲۶،۲۵

[26] بخاری ،محمد بن اسماعیل،الصحیح، كِتَاب الْمَظَالِم،بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:أَلا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِين،رقم الحدیث۲٤٤١

اس سے فرمائے گا کیا تمہیں فلاں فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا تمہیں فلاں فلاں گناہ یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا ہاں اے میرے رب۔ آخر کار جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا اور اسے یقین ہو گا کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے تو اللہ کہے گا کہ میں نے اس دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور آج بھی میں تجھے معاف کرتا ہوں، تو اس کو اس کے اعمال کا نامہ دیا جائے گا، لیکن کافر اور منافق کے بارے میں ان کے خلاف گواہ (فرشتے، انبیاء اور تمام جن و انس) کہیں گے کہ یہ ہیں۔ وہ لوگ جو اس نے اپنے رب سے جھوٹ بولے۔ خبردار رہو! ظالموں پر اللہ کا غضب نازل ہو گا۔"

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالی اپنے بندے کو شرک و کفر کے علاوہ تمام گناہوں کی معافی دے گا۔ اللہ تعالی پر، تقدیر پر اور آخرت پر ایمان لانے والا خودکشی جیسے حرام فعل کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔

قرآن کریم سے تعلق

دنیا کی الجھنوں سے پریشان دلوں کے لیے، اپنے پیاروں سے بچھڑ جانے والوں کے لیے، غم میں گھرے لوگوں کے لیے اور امن و سکون کے متلاشیوں کے لیے قرآن پاک ایک ایسا سکون اور راحت فراہم کرتا ہے جو کہیں نہیں ملتا۔ اور جبکہ یہ کھا جانے والوں کا وفادار دوست ہے، یہ بیماریوں اور مشکلات سے چور کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور آوارہ دنوں کی ٹھوکریں ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَۙ-وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا﴾[27]

" اور ہم قرآن میں وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور سراسر رحمت ہے اور قرآن ظالموں کے لیے نقصان کے سوا کچھ نہیں بڑھاتا۔"

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی باقائدگی سے تلاوت سے قرآن مجید سے اور اللہ تعالی سے تعلق مضبوط ہوتا ہے جس سے انسان بہت ساری مشکلات و مصائب سے چھٹکارا پالیتا ہے اور مومنوں کے لیے شفاعت کا ذریعہ ہے۔ اور خودکشی جیسے فعل سے بچاتا ہے۔

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا

---

[27] بنی اسرائیل ۱۷:۸۲

سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمْ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمْ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمْ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ))[28]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کی دنیاوی تکالیف دور کیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیف کو دور فرمائے گا، اور جو کسی مسکین کو آسان کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو دور فرمائے گا۔ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانیاں ہیں، اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ اس کی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی کرے گا، اور اللہ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا رہے گا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اور جو اس راستے پر چلتا ہے جس پر وہ چلتا ہے۔ علم حاصل کرنا چاہتا ہے، اللہ اس کے ذریعے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ لوگوں کی کوئی جماعت جمع نہیں ہوتی، وہ قرآن پڑھتے اور سکھاتے ہیں، لیکن ان پر سلامتی نازل ہوتی ہے، اور (اللہ کی) رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، اور فرشتے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ اپنے مقرب لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔"

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندے جو اللہ کے بندوں کی مدد کرتے ہیں اللہ ان کی مدد فرماتا ہے اور جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اللہ ان کا ذکر فرشتوں میں کرتا ہے۔ اور ان کو اپنی رحمتوں کے سائے سے گھیر لیتا ہے۔ قرآن مجید اور اللہ سے مضبوط تعلق خوکشی سے بچاتا ہے۔

صدقہ وخیرات اور خدمت خلق

ذہنی مسائل میں گرے لوگوں کے لیے صدقہ و خیرات، عوام الناس، پریشان حال اور نادار لوگوں کی خدمت راحت حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس سے جہاں انسان بے سہارا لوگوں کی مدد کرکے ان کی ضروریات پوری کرتا ہے اور عوام کی خدمت کا فریضہ ادا کرکے ذہنی مسرت محسوس کرتا ہے وہاں غریبوں اور نادار لوگوں

---

[28] مسلم بن الحجاج، الصحيح، كِتَابُ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، بَابُ فَضْلِ الاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ، رقم الحديث٢٦٩٩

کی ان کے حالات کی بہتری کے لیے دعائیں بھی موصول ہوتی ہیں اور اللہ بھی اس سے خوش ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[29]

"جو کثرت اور غربت میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔۔"

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے پرہیز گار بندے خوشحالی میں بھی اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور غربت وتنگدستی میں بھی اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو وہ اللہ کی رضا کی خاطر درگزر کرتے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالی کے بندوں پر رحم کرتے ہیں اللہ ان پر رحم فرماتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ عَنْ مِيتَةِ السُّوءِ))[30]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ رب کے غصے کو بجھا دیتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔"

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صدقہ وخیرات بری موت سے بچاتا ہے اور خودکشی ایک بری موت ہے۔ صدقہ وخیرات کرتے رہنے سے انسان خودکشی کے گمان سے بھی بچا رہتا ہے۔

خلاصہ

قرآن وحدیث میں جس طرح تمام روزمرہ زندگی کے معاملات کا تذکرہ ہے اسی طرح خودکشی کے مباحث واحکام بھی ہیں کہ خودکشی حرام فعل ہے اور اس کا مرتکب جہنمی ہے اور نبی کریم صیلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار فرمایا جس طرح مقروض شخص کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار فرمایا لیکن صحابہ کو خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ہر مصیبت پریشانی سے نجات کے

---

[29] آل عمران ۳:۱۳۴

[30] محمد بن عیسی، جامع ترمذی، أَبْوَابُ الزَّكَاةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَدَقَة، رقم الحديث٦٦٤

طریقے بیان کیے ہیں۔اسی طرح خودکشی کا تدارک بھی قرآن و آحادیث میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے انسان کو غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے اعمال میں اور اپنے حقوق و فرائض میں بندوں کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ کتنا مخلص ہے ہر انسان کو چاہیے کہ تقوی اختیار کرے، نماز و اذکار کا اہتمام کرے، کسی کے ساتھ برا نہ کرے اور مصائب سے گھبرا کر مایوسی کی طرف نہ جائے کیونکہ مایوسی گناہ ہے جس کے بعد انسان اپنا دنیا میں آنے کا مقصد بھول جاتا ہے لہذا اللہتعالی کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق زندگی بسر کر کے انسان مایوسی اور خودکشی سے بچ سکتا ہے۔ دنیا میں لوگوں کا جو حادثات اور قدرتی آفات سے جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم تو اللہ تعالی کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے دوسری قسم مکافات عمل اور کفارہ گناہ ہے کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کو کسی جانی اور مالی نقصان سے دوچار کیا ہوتا ہے اور وہ شخص اس پر صبر کر لیتا ہے تو اللہ اس کی طرف سے بدلہ لیتا ہے اور اس کو بھی جانی اور مالی نقصان میں مبتلا کر دیتا ہے اور بعض اوقات یہ جانی اور مالی نقصان آدمی کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں اور اس کے گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے یا وہ بالکل گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔اس لیے کسی پریشانی میں اللہ سے مدد کی دعا سے خودکشی جیسے حرام فعل سے بچا جا سکتا ہے۔انسان اللہ کے ذکر میں مشغول رہ کر اور اللہ پر کامل ایمان سے خودکشی سے بچ سکتا ہے۔